Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
June 10, 2025

The Foundational Concept of Domestic Violence Legislation: A Critical Analysis in the Light of the Qur'an and Sunnah

گھریلو تشدد کے قوانین کا بنیادی تصور؛ قرآن و سنت کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

Ghulam Majid
PhD Scholar, Karachi University, Karachi
Email: gmajid203@gmail.com
Mobile: 0302-2345733

Dr. Umair Mehmood Siddiqui
Assistant Professor
Department of Islamic Learning, Karachi University, Karachi
Email: Umairms@uok.edu.pk
Mobile: 0310-2083355

Abstract

The family constitutes the fundamental unit of society, serving as the cornerstone upon which the broader social structure is built. The institution of the family is formed through the union of man and woman. Men and women are inherently endowed with distinct natural abilities; these capacities are embedded within them from birth. Due to his inherent physiological and psychological attributes, man tends to exhibit a predisposition toward dominance and authority. Historically, this inclination has often resulted in the violation of women's rights and their systematic exploitation. In pre-Islamic Arab culture, the existence of women was frequently regarded as a source of shame and dishonor. In certain religious and cultural traditions, even a woman's right to life was subject to denial for example, in some cases, a widow was required to die upon her husband's death, as observed in the practice of *sati*. Similarly, in many Western societies, women were long deprived of their fundamental rights and freedoms. In reaction to such injustices, various movements advocating for human rights emerged. These movements gradually expanded their focus to include women's rights, ultimately giving rise to organized feminist movements under the banner of women's liberation. As a result of these efforts, women attained numerous legal and social rights. However, this shift also redefined gender dynamics, positioning women as counterparts in opposition to men. The family institution intended to function as a collaborative endeavor was adversely affected by mutual confrontation and power struggles. In an attempt to maintain traditional authority, men often resorted to physical force. Consequently, despite the recognition of many rights, women continued to suffer from various forms of abuse and violence. To address this emerging reality, the concept of legal protection from domestic violence was introduced. Initially, international treaties and conventions were drafted, and subsequently, individual states were obligated to enact corresponding domestic legislation. This research paper aims to critically examine the effectiveness and ideological underpinnings of such legislation. Key questions explored include:

- To what extent have these laws secured women's legitimate rights?
- What are the foundational principles underlying domestic violence legislation?
- What directives do the Qur'an and Sunnah provide regarding the protection and stability of the family unit?
- How should contemporary domestic violence laws be assessed in light of Islamic teachings?

Keywords: Domestic Violence, Legislation, International Conventions

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 10, 2025

تعارف

سماج اور معاشرہ کا بنیادی فرد خاندان ہے، جس سے سماج کا آغاز ہوتا ہے۔ خاندان کا وجود مرد و عورت کے تعلق سے تشکیل پاتا ہے۔ مرد و عورت فطری طور پر الگ الگ صلاحتیوں کے حامل ہیں، یہ صلاحیتیں پیدائش سے ہی دونوں میں ودیعت کردی گئی ہیں، مرد اپنی خلقی اور فطری صلاحیت کی وجہ سے تغلب اور حاکمیت کی نفسیات رکھتا ہے، اسی وجہ سے مرد نے عورت کے حقوق پامال کئے رکھے ہیں، عورت کا استحصال کیا ہے۔ قبل از اسلام عرب تہذیب میں عورت کے وجود کو ہی باعث ننگ و عار تصور کیا گیا، کچھ مذاہب اور تہذیبوں میں باقاعدہ اس کی زندگی کے حق کو بھی اس انداز سے تسلیم کیا گیا کہ مرد کے فوت ہونے پر اسے بھی مرنے (ستی) کا حکم جاری کیا گیا۔ جدید مغربی ممالک میں بھی طویل عرصہ تک عورت اپنے بنیادی حقوق سے محروم رہی۔

رد عمل کی نفسیات کے تحت ایسی تحریکات سامنے آئیں جن کے ذریعے انسانی حقوق کی آوازیں بلند ہوئیں اور ان کا دائرہ کار عورتوں کے حقوق تک اس قدر پھیلایا گیا کہ آزادی نسواں کے عنوان سے مستقل تحریکیں وجود میں آگئیں۔ ان تحریکات کے نتیجے میں عورت کو بے شمار حقوق حاصل ہو گئے، عورت مرد کے مدمقابل لاکھڑی کی گئی، خاندان کا جو ادارہ دونوں نے مل کر چلانا تھا وہ باہمی محاذ آرائی کا شکار ہو گیا، مرد نے اپنا تسلط جمائے رکھنے کے لئے دست و بازو کا استعمال کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ عورت کو بے شمار حقوق ملنے کے باوجود وہ مرد کی اذیت سے محفوظ نہ رہی۔ اس نئی صورت حال سے نمٹنے کے لئے گھریلو تشدد سے تحفظ کا نظریہ معرض وجود میں لایا گیا۔ اور اس کے لئے پہلے بین الاقوامی سطح پر معاہدات تیار کئے گئے، بعد ازاں ممالک کو پابند کیا گیا کہ وہ اپنے ہاں اس حوالے سے قوانین وضع کریں۔

زیر نظر مقالہ میں اس تمام صورت حال کا اس انداز سے جائزہ لیا جائے گا کہ کیا ایسے قوانین وضع کرنے سے عورت کو اس کے جائز حقوق میسر آسکے؟، ان قوانین کا بنیادی تصور کیا ہے؟، گھر اور خاندان کے تحفظ کے لئے قرآن و سنت میں کیا احکامات ہیں؟ اور ان احکامات کی روشنی میں گھریلو تشدد کے قوانین کا کیا حکم ہے؟۔

کلیدی الفاظ: گھریلو تشدد، قانون سازی، بین الاقوامی معاہدات

گھریلو تشدد کے قوانین اور پاکستان

دیگر بہت سے ممالک کی طرح پاکستان میں بھی اس عنوان سے قوانین وضع کئے جارہے ہیں۔ اس وقت پاکستان میں صورت حال یہ ہے کہ چاروں صوبوں نے اس حوالے سے قانون سازی کا عمل مکمل کر لیا ہے[1]، جبکہ وفاقی پارلیمنٹ میں یہ ابھی زیر بحث ہے، اس قانون کا مسودہ قومی اسمبلی سے منظور ہو کر سینٹ میں پیش ہوا، وہاں سے کچھ ترامیم کے ساتھ منظور ہوا،[2] اس لئے دوبارہ قومی اسمبلی سے منظوری کے لئے پیش کیا گیا ہے، لیکن تا حال منظور نہیں ہو سکا۔

گھریلو تشدد کے قوانین کے عمومی خدوخال

اس میں کسی قسم کے اشتباہ کی گنجائش نہیں ہے کہ پاکستانی معاشرہ میں گھریلو تشدد کی صورتیں پائی جاتی ہیں، جن کا انسداد ضروری ہے۔ اس حوالے سے قانون سازی کرنے کے بھی ضرورت ہے، تاہم یہ پہلو نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ ایسی قانون سازی کی کامیابی صرف اسی صورت میں

1- چنانچہ سب سے پہلے صوبہ سندھ نے ۲۰۱۳ء میں یہ قانون وضع کیا، پھر صوبہ بلوچستان نے ۲۰۱۴ء میں یہ وضع کیا، اس کے بعد صوبہ پنجاب نے ۲۰۱۶ء میں وضع کیا اور پھر صوبہ خیبر پختونخوا نے ۲۰۲۱ء میں اسے وضع کیا۔

2- اس حوالے سے آئینی پروسیجر یہی ہے کہ اگر ایک ایوان سے منظور شدہ بل دوسرے ایوان سے کچھ ترامیم کے ساتھ منظور ہو تو وہ دوبارہ پہلے ایوان میں پیش کیا جاتا ہے، اور اگر دوسرے ایوان سے کسی ترمیم کے بغیر منظور ہو جائے تو وہ صدر پاکستان کے دستخط کے لئے بھیج دیا جاتا ہے (ملاحظہ ہوں آرٹیکل 70(۱)، (۲) دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان، ۱۹۷۱ء)

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 10, 2025

ممکن ہے کہ جب اس میں قرآن وسنت کے احکام اور مشرقی ثقافت کی نمایاں جھلک موجود ہو، بصورت دیگر قانون ہدف تنقید بنا رہے گا، اور اثر پذیری سے محروم رہے گا۔

ذیل میں اختصار کے ساتھ ان قوانین کے وہ بنیادی امور لکھے جاتے ہیں جو تقریباً تمام قوانین میں مشترک ہیں، اس کے بعد ان کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ پیش کیا جائے گا۔

ا۔ تشدد کی تعریف کی عمومیت:

تقریباً تمام وضع شدہ گھریلو تشدد کے قوانین میں تشدد کی جو تعریف اختیار کی گئی ہے کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ اس کا حاصل حسب ذیل الفاظ میں سامنے آتا ہے؛

> تشدد سے مراد کسی متاثرہ شخص کے جسم پر تشدد کرنے کا جرم ہے اس میں کسی جرم میں اعانت، گھریلو تشدد، جنسی تشدد، نفسیاتی استحصال، معاشی استحصال، ہراساں کرنا یا کوئی سائبر کرائم شامل ہے۔[3]

تنقیدی جائزہ:

زیر بحث قوانین میں تشدد کی تعریف کا تنقیدی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تعریف اس قدر عموم کے ساتھ کی گئی ہے کہ اس سے بہت سے ابہامات جنم لیتے ہیں۔ کچھ ابہامات پر گفتگو کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

(الف) جنسی تشدد کو بھی گھریلو تشدد میں شامل کیا گیا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ "جنسی تشدد" کی تعریف گھریلو تشدد کے کسی قانون میں ذکر نہیں کی گئی ہے نا ہی کسی دوسرے قانون میں ابھی تک اس جرم کی مستقل تعریف اور اس کی مختلف قسموں کی وضاحت کی گئی ہے، اس عمل میں کیا کیا شامل ہو سکتا ہے؟ وہ نہایت مضحکہ خیز ہے، چنانچہ شوہر اگر اپنی بیوی کی مرضی کے برعکس اس سے ہمبستری کرے یا اس عمل پر مجبور کرے بلکہ ہمبستری ہی کیا اگر وہ بوس وکنار بھی بیوی کی مرضی کے بغیر کرے گا تو وہ تشدد کے جرم کا مرتکب ٹھہرتا ہے۔ اس طرح کے افعال کو تشدد کے زمرے میں لا کر قابل تعزیر قرار دینا اسلامی احکام کے تناظر میں بالکل درست نہیں ہے۔[4]

(ب) نفسیاتی استحصال جیسی نہایت مبہم اصطلاح کو شامل کیا گیا ہے، جس کا اطلاق اپنی مرضی سے کہیں بھی کیا جا سکتا ہے، اس کی بنیاد پر کسی کے خلاف بھی گھریلو تشدد کا مقدمہ بنایا جا سکتا ہے۔

(ج) تشدد کی مقدار بھی مبہم ہے جس کے نتیجے میں اس عمل پر سزا دینے میں اس مقدار کو پیش نظر نہ رکھ پانے جیسے ابہامات پائے جاتے ہیں، ان سے بھی زیادہ ابہام اس حوالے سے ہے کہ کچھ قوانین میں "معاشی بدسلوکی" جیسی مبہم اصطلاح استعمال کی گئی ہے، کہ ایک بیٹا والدین پر اولاد کے درمیان امتیاز روا رکھنے کا الزام لگائے۔ یا پھر بیٹا باپ پر الزام لگائے کہ اس نے میرا مال یا آمدنی لے لی ہے تو اس قانون کے تحت یہ جرم بن جائے گا۔

3- گھریلو تشدد کی تعریف پاکستان کے صوبوں میں نافذ قوانین میں الگ الگ کی گئی ہے، اس کے لئے ملاحظہ ہوں دفعہ 2(f) Baluchistan Domestic Violence (Prevention and Protection) Act, 2014، دفعہ (5). Domestic Violence (Prevention and Protection) Act, 2013، دفعہ 2(h). Punjab Protection of Women against Violence Act 2016.

4- چنانچہ اس حوالے سے اسلامی احکام بہت نمایاں ہیں جن میں مسلمان بیوی کو ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ اپنے شوہر کی جسمانی و جنسی خواہش کو پوری کرنے کا اہتمام کرے، اس حوالے سے انکار یا لیت و لعل سے کام نہ لے۔ روایات میں انکار کرنے والی بیوی کے لئے وعیدات مذکور ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث ملاحظہ ہوں "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ، فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا، لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ". ابو عبداللہ، محمد بن اسماعیل البخاری (م:۲۵۶ھ)، صحیح بخاری، حدیث: ۳۲۳۷، دار طوق النجاۃ۔ ۱۴۲۲ھ، ۱۱۶\۴

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 10, 2025

حالانکہ صریح حدیث ہے "أنت و مالك لأبيك"[5] یہ اس حدیث کے خلاف ہے۔ کیونکہ باپ اگرچہ اولاد کے مال کا مالک نہ قرار پاتا ہو، لیکن اس روایت کی وجہ سے اتنا اثر تو لازما پیدا ہو جاتا ہے کہ اس بنیاد پر والد کے خلاف مقدمہ نہیں قائم ہو سکتا۔

(و) ہراساں کرنا ایک مخصوص قانونی اصطلاح ہے، جسے مختلف اعتبارات کے لحاظ سے استعمال کیا جاتا ہے، جیسا کہ ملازمتوں کی جگہوں کے حوالے سے یا دیگر عوامی مقامات (public places) پر اطلاق کے حوالے سے، لیکن یہاں غور طلب معاملہ یہ ہے کہ گھریلو تعلق، گھریلو ماحول اور گھریلو رشتہ داریوں کے تناظر میں اس کا اطلاق کہاں کہاں ہو سکتا ہے۔ اگر کسی گھر میں کچھ ایسے رشتہ دار بھی رہتے ہوں جن کے درمیان باہم شرعی لحاظ سے محرمیت کا رشتہ نہ ہو، جیسا کہ چچازاد، ماموں زاد اور تایازاد بہن و بھائی تو ان میں ہراساں کرنے جیسے واقعات رونما بھی ہو سکتے ہیں، اور ان کے خلاف ایسا مقدمہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ اطلاق شرعی لحاظ سے بھی درست ہے۔ اسی طرح اگر باہم محرمیت والے رشتوں میں بھی اگر ہراسانی کی کوئی صورت پیش آتی ہے تو شکایت درج کرانا اور مقدمہ قائم کرنا درست ہے، شرعی طور پر یہ درست اطلاق ہے۔

گھریلو تعلق کے تناظر میں ہراساں کرنے کی ایک صورت کا امکانی طور پر تعلق زوجین کے مابین بھی ہو سکتا ہے کہ عورت شوہر کے خلاف ایسی کوئی شکایت درج کرائے اور مقدمہ قائم کرے۔ اس صورت پر قانون ہذا کا اطلاق اسلامی احکام کے بالکل خلاف قرار پائے گا، اس لئے کہ قرآن کریم میں صراحت کے ساتھ شوہر کے لئے زوجہ کو مکمل حلال قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے ارشاد باری تعالی ہے:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ۪-فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ[6]

(تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو۔)

اس آیت کے تحت مشہور مفسر علامہ قرطبیؒ متعدد احادیث پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

هذه الأحاديث نص في إباحة الحال و الهيئات كلها۔[7]

(یہ احادیث (بیوی سے استمتاع کی) حالت اور تمام طریقوں کی اجازت پر صراحت کرتی ہیں)

ان نصوص، مفسرین کے تفاسیر اور فقہی کلام کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ سمجھنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی کہ میاں بیوی کے تعلق کی صورت میں ہراسمنٹ کی کوئی صورت شرعا ممکن نہیں ہے۔

۲۔ غیر محرم رشتوں کی شمولیت

ان قوانین میں گھریلو تعلق یا رشتہ داری کو واضح کرنے کے لئے جو عبارات اختیار کی گئی ہیں ان میں سے کچھ مسودہائے قوانین میں ایسا عمومی رجحان اپنایا گیا ہے کہ جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس گھریلو تعلق میں اس طرح اکھٹے رہنا بھی شامل ہے جو کسی شرعی رشتہ داری کے زمرے میں نہ آتا ہو، اس تعمیم سے اس مغربی ثقافت کو فروغ ملے گا جس کو بوائے فرینڈ (boy friend) اور گرل فرینڈ (girl friend) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ گھریلو تعلق کو واضح کرنے والی دفعات کو ملاحظہ کیا جائے تو اس کے الفاظ حسب ذیل صورت میں سامنے آتے ہیں:

> گھریلو تعلق سے اشخاص کے درمیان تعلق مراد ہے جو گھر میں اکھٹے رہتے ہوں، یا کسی بھی وقت رہ چکے ہوں اور خواہ ہم نسبی، شادی، قرابت داری، تبنیت کی رو سے تعلق رکھتے ہوں یا خاندان کے اراکین اکھٹے رہ رہے ہوں یا کسی بھی دیگر وجہ سے عارضی طور پر یا مستقل طور پر ایک مقام پر رہائش پذیر ہوں۔

5- أبو عبد الله محمد بن يزيد ابن ماجہ قزوینی (م: ۲۶۳)، سنن ابن ماجہ، باب ما للرجل من مال و الده، حدیث: ۲۲۹۲، دار الفکر، بیروت

6- البقرة: 223

7- أبو عبد الله، محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح القرطبي، (م: ۶۷۱ھ) الجامع لأحكام القرآن، ۸۸\۳

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 10, 2025

ان میں الفاظ 'دیگر کسی بھی وجہ سے عارضی طور پر' ایسی ہی تعلق کی نشاندہی کرتے ہیں جو کسی شرعی رشتہ سے منسلک نہ ہو۔ان قوانین کے اکثر ابتدائی مسودات میں یہ کلمات موجود تھے، حال ہی میں جو مسودہ بل وزارت انسانی حقوق نے تیار کیا ہے اس میں درج بالا الفاظ موجود ہیں۔ان کا بدیہی البطلان ہونا بالکل واضح ہے۔اسلامی شریعت کس طرح کسی اجنبی لڑکی کو کسی دوسرے اجنبی مرد کے ساتھ رہنے کی اجازت دے حالانکہ حدیث میں بالکل صریح نص ہے کہ غیر محرم خاتون کے ساتھ تنہائی میں ملنا یا بیٹھنا بھی ممنوع ہے:

عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يخلون رجل بامرأة إلا مع ذي محرم۔[8]

(حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد کسی خاتون کے ساتھ اس کے کسی ذی محرم رشتہ دار کے بغیر تنہائی اختیار نہ کرے۔)

اسی طرح ایسی روایات بھی موجود ہیں کی جن میں کسی غیر محرم کے ساتھ سفر پر جانے کی بھی ممانعت ہے، تو ساتھ اکھٹے رہنے کی اجازت کہاں سے حاصل ہو گی[9]۔ان سے ایک اندازہ یہ بھی ہوتا ہے کہ یہ قوانین پاکستان میں ڈرافٹ نہیں ہوئے بلکہ مغربی ممالک کے ڈرافٹ شدہ قوانین کو جوں کے توں نافذ کرنا مقصود ہے۔

۳۔رشتوں کے مابین مقدمہ بازی

ان قوانین میں "متاثرہ فرد"(aggrieved person) کی جو تعریفات کی گئی ہیں ان کا مطالعہ کیا جائے اور اس کے ساتھ "گھریلو تعلق"(domestic relationship) کی تعریف کو پیش نظر رکھا جائے جس میں ہر رشتہ داری کا تعلق شامل ہے، تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی رشتہ سے منسلک فرد اپنے دوسرے کسی رشتہ دار کے خلاف مقدمہ دائر کر سکتا ہے، حتی کہ اولاد والدین کے خلاف بھی مقدمہ درج کرا سکتی ہے، بطور خاص گھریلو تشدد کے وہ قوانین جن میں متاثرہ فرد کی تعریف میں عمومیت رکھی گئی ہے۔صوبہ پنجاب کے قانون میں اس حوالے سے ایک خصوص پایا جاتا ہے کہ اس قانون میں متاثرہ فرد کو خاتون کے ساتھ خاص کیا ہے، جیسا کہ اس قانون کی حسب ذیل عبارت ملاحظہ ہوں:

(a) "Aggrieved person" means a female who has been subjected to violence by a defendant

(متاثرہ فرد سے مراد وہ خاتون ہے جو مدعا علیہ کی طرف سے تشدد کا نشانہ بنائی گئی ہو۔)

اس قانون کی رو سے یہ اشکال اس حد تک ہے کہ اس کی وجہ سے رشتہ سے منسلک خواتین دیگر رشتہ داروں کے مد مقابل ہوں گی جیسا کہ بیٹی والد کے مد مقابل عدالت میں ہو گی۔اگرچہ جائز وجہ کی بنیاد پر کوئی بھی فرد خاندان دوسرے کے خلاف شکایت لے کے عدالت جا سکتا ہے لیکن زیر بحث قوانین میں جن وجوہات کی وجہ سے ان افراد کو مد مقابل لا کھڑا کر دیا گیا ہے، ان میں بعض ایسی صورتیں شامل ہیں جو شرعی لحاظ سے مد مقابل فرد کی ذمہ داری ہو گا، جیسا کہ ان قوانین میں وہ صورتیں بھی تشدد کے زمرے میں داخل کر دی گئی ہیں کہ والدین اپنی اولاد کی نگرانی کریں، ان کی خلوت پر نظر رکھیں وغیرہ تو یہ تشدد کہلائے گا۔جیسا کہ سندھ اسمبلی کے منظور کردہ قانون کی حسب ذیل عبارت ملاحظہ ہوں[10]:

(k) “Stalking” includes, but is not limited to –
(i) Accosting the aggrieved person against his or her wishes; and

-8 أبوعبدالله، محمد بن إسماعيل بخاري(م:۲۵۶ھ) صحيح بخاري،باب لا يخلون رجل بامرأة إلا ذو محرم،دار طوق النجاة ۱۴۲۲ھ۔

-9 اسلام کے مطابق ایک مسلمان خاتون کو اکیلے شرعی مقدار کا سفر کرنے کی بھی اجازت نہیں چہ جائے کہ کسی اجنبی کے ساتھ بغیر رشتہ ازدواج کے رہنے کی اجازت دی جائے (لا تسافر امرأة مسيرة يوم وليلة إلا ومعها ذو محرم، سنن الترمذي:473/3)

-10 Domestic Violence (Prevention and Protection) Act, 2013,section 5(k)

OPEN ACCESS
CC BY

(ii) Watching or loitering outside or near the building or place where the-aggrieved person resides or works or visits frequently;

((k)''تعاقب کرنا'' شامل ہے، اسی میں منحصر نہیں ہے،:

(i)متاثرہ فرد سے اس کی خواہش کے برخلاف مخاطب ہونا؛اور

(ii)جہاں متاثرہ فرد رہائش پذیر ہو یا جس جگہ وہ کام کرتا ہو، اس عمارت کے باہر یا آس پاس گھومنا، دیکھتے رہنا یا وہاں بکثرت آنا جانا)

کسی عام آدمی کا ایذارسانی کی غرض سے تعاقب کرنا یا اس کے معمولات پر نظر رکھنا تو بلاشبہ ناجائز کام ہے، لیکن والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد یا کسی بھی اپنے زیر کفالت فرد کے معاملات کے بارے میں آگاہ رہے تاکہ ان کو غلطیوں پر متنبہ کیا جاسکے اور اصلاح کی جاسکے، یہ بات امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں شامل ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ آیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا[11]

(اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ۔)

اس آیت کریمہ کی تفسیر کے تحت مفسرین حسب ذیل روایت کا حوالہ لازماً شامل کرتے ہیں:

ألا كلكم راع وكلكم مسؤول عن رعيته فالأمير الذي على الناس راع وهو مسؤول عن رعيته والرجل راع على أهل بيته وهو مسؤول عنهم.[12]

(خبردار سن لو! تم میں سے ہر شخص (اپنی رعایا کا) نگہبان ہے اور (قیامت کے دن) اس سے اپنی رعایا سے متعلق بازپرس ہو گی، لہٰذا امیر جو لوگوں کا حاکم ہو وہ ان کا نگہبان ہے، اس سے ان کے متعلق بازپرس ہو گی اور آدمی اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔)

اس آیت کریمہ کے تحت اپنی گھر والوں اور اولاد کو نیکی کی تلقین کرنا اور برائیوں سے اجتناب کا کہنا شامل ہے، بلکہ اہل علم اس حوالے سے تصریح کرتے ہیں کہ اپنے اہل خانہ اور اولاد کے متعلق مرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ایک نگہبان (راعی) کی طرح برتاو کرے، چنانچہ امام قرطبیؒ نے لکھا ہے:

فعلى الرجل أن يصلح نفسه بالطاعة ويصلح أهله إصلاح الراعي للرعية ففي صحيح الحديث أن النبي صلى الله عليه و سلم قال : [كلكم راع وكلكم مسؤول عن رعيته فالإمام الذي على الناس راع وهو مسؤول عنهم والرجل راع على أهل بيته وهو مسؤول عنهم] وعن هذا عبر الحسن في هذه الآية بقوله : يأمرهم وينهاهم وقال بعض العلماء لما قال : { قوا أنفسكم } دخل فيه الأولاد لأن الولد بعض منه.[13]

(مرد پر لازم ہے کہ وہ خود کو اللہ کی اطاعت کے ذریعے درست کرے، اور اپنے گھر والوں کی بھی ایسے اصلاح کرے جیسے ایک چرواہا اپنی بھیڑ بکریوں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحیح حدیث میں فرمایا: **''تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ حاکم اپنی رعایا کا نگہبان ہے، اور اس سے اس بارے میں پوچھا جائے گا، اور مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے، اور اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔"** حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ مرد اپنے گھر والوں کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ بعض علماء نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ

-11 التحریم:6

-12 ابوالحسین، مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری، صحیح مسلم، ترقیم فواد عبدالباقی، باب فضيلة الإمام العادل، حدیث:۱۸۲۹

13۔ أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن أبی بکر قرطبی (م:۶۷۱ھ)، الجامع لاحکام القرآن:۱۸\۱۹۵، دارالکتب المصریۃ، قاھرہ، ۱۳۸۴ھ

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 10, 2025

نے فرمایا" :**اپنے آپ کو بچاؤ** "تو اس میں اولاد بھی شامل ہے، کیونکہ اولاد انسان ہی کا حصہ ہوتی ہے۔)

نگہبان اور راعی کی طرح برتاو اسی وقت کیا جانا ممکن ہے کہ جب والد اپنی اولاد کی سرگرمیوں پر نظر رکھے، اور کسی غلط کام میں مشغولیت کو دیکھتے ہوئے منع کرے۔ لہذا تعاقب کرنے کو اس طرح عموم کے ساتھ قانون کا حصہ بنانا اور اسے جرم قرار دینا شرعی لحاظ سے قابل اعتراض ٹھہرتا ہے۔ نیز متاثرہ فرد سے اس کی خواہش کے خلاف مخاطب ہونا بھی تشدد کے زمرے میں داخل کیا ہے، حالانکہ والد کے ذمے ہے کہ وہ اولاد کی اصلاح کے لئے ڈانٹ ڈپٹ بھی کر سکتا ہے۔[14] جیسا عبادات بطور خاص نماز کے اہتمام کے لئے کہنا اور نہ پڑھنے پر ہلکی پھلکی تادیب کرنا یا سخت الفاظ کہنا، یقینا اس سے ایسا طرز تخاطب اپنانا پڑ سکتا ہے، جو زیر کفالت کو ناپسند ہو۔ اور اسے قانون کے تحت جرم قرار دیدیا جائے، گویا جو کام شرعی لحاظ سے کسی فرد کی ذمہ داری ہے اسے قانون کے تحت جرم بنا دیا گیا۔

۴۔ خاندان میں دخل اندازی

گھریلو تشدد کے قوانین میں خاندان سے باہر کے لوگوں پر زیادہ اعتماد ظاہر کیا گیا ہے، حالانکہ اگر کسی متاثرہ فرد کو ایک قریبی رشتہ دار کے خلاف تشدد کی شکایت ہے تو یہ ضروری نہیں کہ باقی سارا خاندان اس کے لئے بے رحم یا لاتعلق ہو گا، اور بجائے ان رشتہ داروں کی خدمات حاصل کرنے کے قوانین میں خاندان سے باہر کے افراد کو بھروسہ مند قرار دیا ہے، مزید یہ کہ خاندان سے باہر کے لوگوں کو گھر کے معاملات میں دخیل کر کے غیر سرکاری تنظیموں کو ایک مخصوص اصطلاح "خدمت فراہم کنندہ" (service provider) کے عنوان سے قانون میں باقاعدہ جگہ دی گئی، چنانطہ اگر خیبر پختونخوا کا قانون ملاحظہ کیا جائے تو اس کہ دفعہ ۲ (او) میں پہلے حسب ذیل الفاظ میں تعریف ذکر کی گئی ہے:

> خدمت فراہم کنندہ" سے مراد کوئی ایسی سرکاری سہولتی ادارہ یا رجسٹرڈ رضاکار تنظیم ہے جو کسی گھرانے میں متاثرہ شخص کی حفاظت، کسی بھی ذریعے بشمول قانونی، میڈیکل، مالی یا کسی دیگر معاونت کے ذریعے، کرنے کے لیے قائم کی گئی ہو۔[15]

اس تعریف میں الفاظ "رجسٹرڈ غیر سرکاری تنظیم" سے عام محاورے کے مطابق این جی اوز مراد ہیں جو مختلف عناوین کے تحت پاکستانی معاشرہ میں قائم ہیں، ان تنظیموں کو باقاعدہ قانون کے تحت اختیارات سونپے جا رہے ہیں، جو شاید قانونی نظام میں انوکھی مثالوں میں سے ایک ہے۔ چنانچہ درج بالا قانون کی ہی دفعہ (۱۰) اس غیر سرکاری تنظیم کی ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں:

> "دفعہ (۱۰) **خدمت فراہم کنندہ کے اختیارات**
>
> کسی خدمت فراہم کنندہ کے پاس درج ذیل اختیارات ہوں گے:
>
> اے۔ گھریلو تشدد کے واقعہ کا ریکارڈ مقررہ صورت میں محفوظ کرے گا اگر متاثرہ شخص ایسا چاہے گا اور اس کی ایک نقل حفاظتی کمیٹی کو ارسال کرے گا۔
>
> بی۔ متاثرہ شخص کا طبّی معائنہ کرائے گا اور میڈیکل رپورٹ کی ایک نقل حفاظتی افسر کو ارسال کرے گا۔
>
> سی۔ یقینی بنائے گا کہ متاثرہ شخص کو محفوظ رہائش گاہ میں پناہ مہیا ہو، اگر وہ اس کا تقاضا کرے اور محفوظ رہائش میں پناہ کی رپورٹ

-14 بچوں کو نماز کی تربیت دینے کے لئے والدین کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سات سال کی عمر ہونے پر بچوں کو نماز کا حکم کریں اور دس ہونے پر تادیب کریں، چنانچہ ارشاد نبوی ہے: مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم أبناء عشر سنين، أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني (م:۲۷۵ھ)، سنن أبي داود، باب متى يومر الغلام للصلاة، حدیث: ۴۹۵، دار الكتاب العربي، بیروت۔

-15 دفعہ ۲ (او) خیبر پختونخوا خواتین کے خلاف تشدد (تدارک وتحفظ) ایکٹ، ۲۰۲۱ء

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 10, 2025

اس حفاظتی کمیٹی کو ارسال کرے گا جس کی مقامی حدود کے اندر گھریلو تشدد واقع ہوا ہو۔[16]"

اس میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے کہ کس طرح ان غیر سرکاری تنظیموں کو ریکارڈ جمع کرنے، رہائش گاہوں میں پناہ دینے اور ان کی رپورٹ آگے سرکاری کمیٹی کو دینے جیسے اختیارات دیئے گئے ہیں، اس طرح کے اقدامات خاندان، گھر اور اعزہ واقرباء پر اعتماد کم کر کے باہر والوں کو دخل اندازی کرنے کی دعوت دینے کے مترادف ہے۔مزید برآں پاکستان میں ایسی تنظیموں کے اپنے مخصوص اہداف اور مقاصد ہوتے ہیں، جن کے بارے یہ یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ ملک کی اسلامی شناخت اور مسلمانوں کی ثقافت کی مضبوطی کا مظہر ادارہ خاندان کو سبوتاژ کرنے کے لئے نہیں ہے۔

۵۔ملزم کی جائیداد سے بے دخلی

گھریلو تشدد کے قوانین میں عدالتوں کو متاثرہ فرد کی پروٹیکشن کی غرض سے کچھ احکامات جاری کرنے کی اجازت دی گئی ہے، ان میں سے ایک پروٹیکشن آرڈر یہ ہے کہ مدعاعلیہ\ملزم کو حکم جاری کرے کہ وہ گھر سے نکل جائے۔[17]

اس دفعہ میں جو شرعی لحاظ سے مسائل درپیش ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جس شخص کو بے دخل کرنے کے احکامات جاری کئے جارہے ہیں اس کے بارے میں یہ تحقیق کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ وہ گھر کس کی ملکیت ہے؟ لہذا اس عدالتی حکم کی زد میں ایسی صورت بھی آسکتی ہے، جس میں وہ ملزم شخص خود مالک ہو۔شرعاً کسی مالک کو اس کی مملوکہ جائیداد سے محض الزام کی بنیاد پر یا بالفرض تشدد ثابت ہونے کی بنیاد پر اپنی مملوکہ جائیداد سے بے دخل کرنا درست نہیں ہے۔

حكم الملك ولاية التصرف للمالك في المملوك باختياره ليس لأحد ولاية الجبر عليه إلا لضرورة ولا لأحد ولاية المنع عنه وإن كان يتضرر به۔[18]

(ملکیت کا حکم یہ ہے کہ مالک کو اپنی چیز میں اپنی مرضی سے تصرف کرنے کا مکمل حق حاصل ہے۔کسی کو یہ حق نہیں کہ اسے جبرا (ملکیت سے بے دخل) کرے، الا یہ کہ کوئی ضرورت ہو۔اور کسی کو یہ بھی حق نہیں کہ اسے اس (مملوکہ چیز) سے روکے، چاہے کسی کو اس سے نقصان ہی کیوں نہ ہو رہا ہو۔)

اس عبارت میں باقاعدہ یہ تصریح ہے کہ جبری طور سے اسے مملوکہ جائیداد سے بے دخل کیا جائے، نہ ہی اس کے استعمال سے روکے، اگرچہ اس کے وہاں ہونے سے کسی کو ضرر ہی کیوں نہ ہو رہا ہو۔لہذا ایسا عدالتی حکم جس کی بنیاد پر کسی فرد کو اس کی اپنی مملوکہ جائیداد سے بے دخل کیا جائے، شریعت سے ہم آہنگ نہیں ہے۔

اسی طرح اس آرڈر کی زد میں ایسی صورتیں بھی آسکتی ہیں کہ جن میں مدعی علیہ بھی ایک خاتون ہو، جیسا کہ بہو کی شکایت کی بنیاد پر ساس، ساس کی شکایت کی بنیاد پر بہو اور بہن کی شکایت کی بنیاد پر دوسری بہن گھر سے بے دخل کی جائے۔اسی طرح قانون کے تحت یہ بھی ایک امکانی صورت ہے کہ بیٹی کی شکایت پر والدہ کو بے دخل کر دیا جائے۔

وہ سب صورتیں جن میں کسی خاتون کو گھر سے بے دخل کئے جانے کا عدالتی حکم آسکتا ہو، بدیہی طور پر شرعی اور مشرقی اقدا کے خلاف ہے۔

۶۔رابطے کی ممانعت

عدالت کو پروٹیکشن احکامات کے ضمن میں ایسا حکم نامہ جاری کرنے کا طعی اختیار دیدیا گیا ہے کہ وہ ملزم کو یہ حکم جاری کرے کہ وہ متاثرہ فرد سے رابطہ نہ

16- دفعہ (۱۰) از قانون بالا

17- ایسے پروٹیکشن احکامات کے لئے ملاحظہ ہوں دفعہ ۱۴ (سی) کے پی ایکٹ، ۲۰۲۱

18- علاءالدین، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي (م: ۵۸۷ھ) بدائع الصنائع: 263/6، دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۶ھ

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 10, 2025

کرے۔[19]

اس عدالتی حکم نامہ کا عام فہم مطلب یہ بنتا ہے کہ بطور سزا قطع تعلقی کرنے کا آرڈر جاری کیا جائے، متاثرہ فریق یقینا رشتہ دار بھی ہو گا تو اس میں قطع رحمی کا حکم جاری کرنے کی بھی صورت موجود ہے۔ شرعی نصوص کو دیکھا جائے تو ان میں قطع رحمی اور قطع تعلقی کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے، اس پر وعیدیں بیان ہوئی ہیں، جیسا کہ قطع رحمی کرنے والوں کی مذمت کے طور پر قرآن کریم میں آیا:

الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ۔[20]

(وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں پکا ہونے کے بعد اور کاٹتے ہیں اُس چیز کو جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہی نقصان میں ہیں)

اسی طرح کی دیگر متعدد نصوص احادیث میں بھی موجود ہیں جو قطع رحمی جیسی مذموم حرکت پر وعیدات بیان کرتی ہیں، اور رشتہ داروں کے مابین تفریق پیدا کرنے والوں کے لئے نہایت سخت وعید آئی ہے:

عن أبي أيوب، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من فرق بين والدة وولدها فرق الله بينه وبين أحبته يوم القيامة.[21]

(حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: 'جس نے کسی ماں اور اس کے بچے کو (ظلم کے ساتھ) ایک دوسرے سے جدا کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اس کے محبوب لوگوں سے جدا کر دے گا۔)

یہ نص تو ایسا قانون بنانے والوں اور عدالتی حکم جاری کرنے والوں کے لئے نہایت صراحت کے ساتھ وعید بیان کر رہا ہے، لہذا بطور عموم ایسی سزا کا قانون بنادینا کہ جس کی وجہ سے مستقل طور پر قطع رحمی جنم لے شریعت سے ہم آہنگ نہیں ہے۔

جہاں تک قطع تعلقی کی بات ہے تو اس حوالے سے بھی متعدد نصوص ہیں جو اس کی مذمت اور اس پر وعیدات کا بیان کرتی ہیں:

وَلاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ۔[22]

(کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے (قطع تعلق کرے)

اسلامی نظریاتی کونسل جیسا آئینی ادارہ، جس کی ذمہ داریوں میں یہ شامل ہے کہ وہ قوانین کے بارے میں یہ رائے دے کہ وہ اسلامی احکام سے متصادم ہیں یا نہیں، نے گھریلو تشدد کے متعدد قوانین کا جائزہ لیا اور ان کو خلاف اسلام قرار دیا ہے، اس موضوع پر مذکورہ ادارے کی ایک سفارش کا متن ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

کونسل نے آئین کے آرٹیکل ۲۳۰(ا) کے تحت محولہ استفسار پر تفصیلی غور وخوض کے بعد قرار دیا کہ اس بل سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ یہ قانون ریاست اور ریاستی اداروں کی خاندانی امور اور نزاعات میں بہت زیادہ مداخلت کا باعث بن سکتا ہے، جبکہ قرآن وسنت اور اسلامی تعلیمات سے آشکارا ہے کہ خاندان کے اندر پائے جانے والے تقدس واحترام اور خیر خواہی ومحبت کی وجہ

19- ایسے عدالتی حکم نامہ کے اختیار ہونے کے لئے ملاحظہ ہوں، دفعہ ۱۴(ڈی) کے پی ایکٹ ۲۰۲۱
20- البقرۃ:۲۷
21- محمد بن عیسی ابوعیسی الترمذی، سنن الترمذی، (م:۲۷۹ھ) باب کراهیۃ التفریق۔۔ حدیث:۱۵۶۶، دار احیاء التراث العربي- بیروت
22- صحيح البخاري، بَابُ مَا يُنْهَى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ، حدیث:۶۰۶۵

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 10, 2025

سے خاندانی امور اور نزاعات آپس میں مل بیٹھ کر طے کیے جائیں اور ان کا ایسا پائیدار حل ہو سکے جس کی بنا پر ریاستی اداروں کی خاندانی امور میں کم سے کم مداخلت ہو۔

مزید برآں ! اس مسودہ قانون کی بہت سی دفعات قرآن و سنت کے نصوص اور منضبط احکام، آئین پاکستان اور موجودہ وفاقی قوانین سے متصادم ہیں، لہٰذا کونسل اس مسودۂ قانون کو مسترد کرتی ہے۔اس کی قابل اعتراض دفعات حسب ذیل ہیں:

دفعہ ۲(اے)، دفعہ ۲(سی)، دفعہ ۲(جی)، دفعہ ۲(جی-vi(اے))، دفعہ ۲(جی-vi(بی))، دفعہ ۲(جی-vi(سی))، دفعہ ۲(جی-vi(ڈی))، دفعہ ۲(جی-vi(ای))، دفعہ ۲(جی-vi(ایف))، دفعہ ۲(جی-viii)، دفعہ ۲(جی-xi(بی))، دفعہ ۲(جی-xii(اے اور بی))، دفعہ ۲(جی-xiii)، دفعہ ۲(جی-xiv)، دفعہ ۲(جی-xv)، دفعہ ۲(جی-xvi)، دفعہ ۲(ایچ)، دفعہ ۲(جی-xiii)، دفعہ (۳)، دفعہ ۴(۲-اے، بی اور سی)، دفعہ ۵(۶، ۷ اور ۸)، دفعہ (۸)، دفعہ ۱۰(۱-اے، بی، سی اور ڈی)، دفعہ ۱۰(۲-اے، بی اور سی)، دفعہ (۱۱)، دفعہ (۱۴)، دفعہ (۱۵)، دفعہ (۱۶)، دفعہ (۱۷)، دفعہ (۲۳)، دفعہ (۲۶) اور دفعہ (۲۸)۔ لہٰذا کونسل پورے مجوزہ بل کو مسترد کرتی ہے۔[23]

درج بالا فیصلہ خیبر پختونخوا کے قانون پر نہیں ہے، کیونکہ قانون ۲۰۲۱ء میں بنا تھا۔یہ فیصلہ اس وقت دیا گیا تھا کہ جب یہ قانون ابھی بل کی صورت میں تھا، اور گورنر نے یہ بل کونسل کی رائے کے لئے ارسال کیا تھا۔[24]

خلاصہ کلام یہ ہے:۔

گھریلو تشدد کے واقعات پاکستانی معاشرہ میں پائے جاتے ہیں، اس سے انکار ممکن نہیں۔اس کے انسداد کے لئے قانون سازی بھی کی جانی چاہئے، لیکن ایسی قانون سازی کی کامیابی کی ضمانت یہ ہے کہ اسے شرعی اصولوں اور مشرقی روایات سے مکمل ہم آہنگ کیا جائے، حالیہ قانون سازی میں پائے جانے والے بڑے بڑے مفاسد حسب ذیل ہیں:

۱۔ **تشدد کی تعریف کی عمومیت:** اس کے دائرے میں تشدد کی تمام صورتوں (زبانی، جسمانی، جنسی نفسیاتی، معاشی وغیرہ) کو شامل کیا گیا ہے۔ تشدد کی ہر وہ صورت، جس سے متاثرہ فرد (aggrieved person) کو جسمانی یا نفسیاتی طور پر اذیت پہنچے یا اس کی صحت یا زندگی کو خطرہ لاحق ہو، اس میں شامل ہے۔اس عموم سے متعدد شرعی مسائل پیدا ہوتے ہیں جن کی نشاندہی مقالہ ہذا میں کر دی گئی ہے۔

۲۔ **غیر محرم رشتوں کی شمولیت:** اس سے فائدہ اٹھانے کا حق صرف بیوی ہی کو نہیں، بلکہ اس عورت کو بھی ہو گا جو غیر شادی شدہ ہونے کے باوجود کسی مرد کے ساتھ رہتی ہو اور اس سے اس کا جنسی تعلق ہو۔گویا قانون مرد و عورت کے مابین ایک غیر شرعی تعلق کو جواز فراہم کر رہا ہے، جس کی قطعا اجازت نہیں دی جاسکتی۔

۳۔ **رشتوں کے مابین مقدمہ بازی:** نہ صرف شوہر یا Male Partner بلکہ اس کے قریبی رشتہ داروں: ماں، بہن وغیرہ کے خلاف بھی کیس فائل کیا جاسکتا ہے، بلکہ اولاد میں سے بیٹی یا بیٹا اپنے والدین کے خلاف بھی مقدمہ کر سکتا ہے۔بلا شبہ کسی کے خلاف بھی عدالتی دروازہ کھٹکھٹایا جا سکتا ہے، لیکن جس عموم کے ساتھ اس قانون میں شکایات درج کرانے کا حق دیا گیا ہے، یہ خطرناک ہے اور خاندانی نظام کی تباہی پر منتج ہونے والا ایک سلسلہ ہے۔

۴۔ **خاندان میں دخل اندازی:** خاندان میں دخل اندازی کی متعدد صورتیں اس عنوان کے قوانین میں موجود ہیں تاہم ایک بڑی صورت یہ ہے کہ

23- اسلامی نظریاتی کونسل، اجلاس نمبر ۲۰۲(۱۹۔۲۰\اکتوبر، ۲۰۱۵)، سالانہ رپورٹ، ۲۰۱۵۔۱۶، ص:۱۷۵

24- ملاحظہ ہوں درج بالا رپورٹ، صفحات ۱۷، ۲۷۶

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 10, 2025

خدمت فراہم کنندہ کے عنوان سے غیر سرکاری تنظیموں (این جی اوز) کو دخل اندازی کا حق فراہم کر دیا گیا ہے، جس سے یقینا نہ صرف شرعی احکام کی خلاف ورزی ہوگی بلکہ مشرقی اقدار پر مبنی خاندان کا ادارہ برباد ہو جائے گا۔

۵-ملزم کی جائیداد سے بے دخلی: پروٹیکشن آرڈرز کے تحت ملزم کو جائیداد سے بے دخل کرنے اور متاثرہ فرد کو وہیں رہائش پذیر رہنے کے عدالتی احکامات جاری کئے جا سکتے ہیں، جس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ مالک کو ملکیت سے محروم کرنا، یہ امر شرعا درست نہیں ہے۔

۶-رابطے کی ممانعت: پروٹیکشن آرڈرز کے تحت متاثرہ فرد سے زبانی، تحریری، فون یا ای میل میں سے کسی ذریعے سے بھی رابطہ کرنے کی ممانعت ان قوانین میں بیان کی گئی ہے، گویا قطع تعلقی اور قطع رحمی کو بطور سزا بیان کیا گیا ہے حالانکہ شریعت میں ان دونوں امور پر سخت وعیدات موجود ہیں۔

فہرست مصادر و مراجع

چنانچہ سب سے پہلے صوبہ سندھ نے ۲۰۱۳ء میں یہ قانون وضع کیا، پھر صوبہ بلوچستان نے ۲۰۱۴ء میں یہ وضع کیا، اس کے بعد صوبہ پنجاب نے ۲۰۱۶ء میں وضع کیا اور پھر صوبہ خیبر پختونخوا نے ۲۰۲۱ء میں اسے وضع کیا۔

اس حوالے سے آئینی پروسیجر یہی ہے کہ اگر ایک ایوان سے منظور شدہ بل دوسرے ایوان سے کچھ ترامیم کے ساتھ منظور ہو تو وہ دوبارہ پہلے ایوان میں پیش کیا جاتا ہے، اور اگر دوسرے ایوان سے کسی ترمیم کے بغیر منظور ہو جائے تو وہ صدر پاکستان کے دستخط کے لئے بھیج دیا جاتا ہے (ملاحظہ ہوں آرٹیکل 70(۱)، (۲) دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان، ۱۹۷۱ء)

گھریلو تشدد کی تعریف پاکستان کے صوبوں میں نافذ قوانین میں الگ الگ کی گئی ہے، اس کے لئے ملاحظہ ہوں دفعہ 2(f) Baluchistan Domestic Violence (Prevention and Protection) Act, 2014، دفعہ (5). Domestic Violence (Prevention and Protection) Act, 2013، دفعہ 2(h). Punjab Protection of Women against Violence Act 2016

چنانچہ اس حوالے سے اسلامی احکام بہت نمایاں ہیں جن میں مسلمان بیوی کو ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ اپنے شوہر کی جسمانی و جنسی خواہش کو پوری کرنے کا اہتمام کرے، اس حوالے سے انکار یا لیت و لعل سے کام نہ لے۔ روایات میں انکار کرنے والی بیوی کے لئے وعیدات مذکور ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث ملاحظہ ہوں "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ، فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا، لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ". ابو عبداللہ، محمد بن اسماعیل البخاری (م:۲۵۶ھ)، صحیح بخاری، حدیث:۳۲۳۷، دار طوق النجاۃ۔ ۱۴۲۲ھ، ۱۱۶\۴

أبو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی (م:۲۶۳)، سنن ابن ماجہ، باب ما للرجل من مال والده، حدیث:۲۲۹۲، دار الفکر، بیروت

البقرة:223

أبو عبد اللہ، محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح القرطبی، (م:۶۷۱ھ) الجامع لأحكام القرآن، ۸۸\۳

أبو عبد اللہ، محمد بن إسماعيل بخاري (م:۲۵۶ھ) صحیح بخاری، باب لا يخلون رجل بامرأة إلا ذو محرم، دار طوق النجاۃ ۱۴۲۲ھ۔

اسلام کے مطابق ایک مسلمان خاتون کو اکیلے شرعی مقدار کا سفر کرنے کی بھی اجازت نہیں چہ جائے کہ کسی اجنبی کے ساتھ بغیر رشتہ ازدواج کے رہنے کی اجازت دی جائے (لا تسافر امرأة مسيرة يوم وليلة إلا ومعها ذو محرم، سنن الترمذي:473/3)

Domestic Violence (Prevention and Protection) Act, 2013,section 5(k)

التحریم:6

ابو الحسین، مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری، صحیح مسلم، ترقیم فواد عبد الباقي، باب فضيلة الإمام العادل، حدیث:۱۸۲۹

أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن أبي بكر قرطبیّ (م:۶۷۱ھ)، الجامع لاحکام القرآن:۱۸\۱۹۵، دار الکتب المصریۃ، قاھرہ، ۱۳۸۴ھ

بچوں کو نماز کی تربیت دینے کے لئے والدین کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سات سال کی عمر ہونے پر بچوں کو نماز کا حکم کریں اور دس ہونے پر تادیب کریں، چنانچہ ارشاد نبوی ہے: مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم أبناء عشر سنين، أبو داود سلیمان بن الأشعث السجستاني (م:۲۷۵ھ)، سنن أبي داود، باب متى يؤمر الغلام للصلاة، حدیث:۴۹۵، دار الکتاب العربي، بیروت۔

دفعہ ۲(او) خیبر پختونخوا خواتین کے خلاف تشدد (تدارک و تحفظ) ایکٹ، ۲۰۲۱، د

دفعہ (۱۰) از قانون بالا

ایسے پروٹیکشن احکامات کے لئے ملاحظہ ہوں دفعہ ۱۴ (سی) کے پی ایکٹ، ۲۰۲۱

علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي (م:۵۸۷ھ) بدائع الصنائع:263/6، دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۶ھ

ایسے عدالتی حکم نامہ کے اختیار ہونے کے لئے ملاحظہ ہوں، دفعہ ۱۴ (ڈی) کے پی ایکٹ، ۲۰۲۱

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 10, 2025

البقرة:۲۷

محمد بن عیسی أبوعیسی الترمذي، سنن الترمذی،(م:۲۷۹ھ) باب کراهیة التفریق۔۔حدیث:۱۵۶۶،دارإحیاء التراث العربي-بیروت

صحیح البخاري، بَابُ مَا يُنْهَى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ، حدیث:۶۰۶۵

اسلامی نظریاتی کونسل،اجلاس نمبر۲۰۲(۱۹۔۲۰\اکتوبر،۲۰۱۵)،سالانہ رپورٹ،۲۰۱۵۔۱۶،ص:۱۷۵

ملاحظہ ہوں درج بالا رپورٹ، صفحات ۱۷،۲۷۶

القرآن

بدائع الصنائع، علاء الدین، أبو بکر بن مسعود بن أحمد الکاساني الحنفي (م:۵۸۷ھ)، دار الکتب العلمیة،۱۴۰۶ھ

الجامع لأحکام القرآن، أبوعبداللہ، محمد بن أحمد بن أبي بکر بن فرح القرطبی،(م:۶۷۱ھ)، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۵ھ

خیبر پختونخواخواتین کے خلاف تشدد (تدارک وتحفظ) ایکٹ، ۲۰۲۱،

سالانہ رپورٹ،۱۶-۲۰۱۵ء،اسلامی نظریاتی کونسل

سنن ابن ماجہ، محمد بن یزید أبوعبداللہ قزوینی (م:۲۵۳ھ)، دار الفکر، بیروت ۱۴۰۱ھ

سنن أبی داود، أبوداود سلیمان بن الأشعث السجستاني (م:۲۷۵ھ)، دار الکتاب العربی، بیروت ۱۳۹۵ھ

سنن الترمذی، محمد بن عیسی أبوعیسی الترمذي،، (م:۲۷۹ھ) دارإحیاء التراث العربي- بیروت

صحیح بخاری، أبوعبداللہ، محمد بن إسماعیل بن إبراهیم بن المغیرة البخاري (م:۲۵۶ھ)، دار طوق النجاة ۱۴۲۲ھ-

صحیح مسلم، ابوالحسین، مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری (م:۲۶۱ھ)، ترقیم فواد عبدالباقي، دار الفکر، بیروت ۱۴۰۱ھ

OPEN ACCESS